AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 6, Issue 1, June 2022, PP: 113-130
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

The Grand Design میں کائناتی ڈیزائن، تخلیق اور قوانین فطرت کا اسلامی تناظر میں تنقیدی مطالعہ

Critical Study of "The Grand Design" with special reference to Cosmic Design, Creation and Laws of Nature: An Islamic Perspective

Muhammad Salman Mir [1], Zulfqar Ali [2*]
[1] *Doctoral Candidate, Department of Islamic thought, History & Culture, AIOU Islamabad*
[2] *Doctoral Candidate, Department of Islamic thought, History & Culture, AIOU Islamabad*

ABSTRACT

The Grand Design is a famous enterprise of Stephen Hawking and Mlodinow. Stephen Hawking denies Divine Interventions regarding origin of universe and declares that creation of universe can be attributed to Laws of Nature alone. They advocate science and reject Philosophy. He declares that the Universe does not begin by Big Bang but it caused bifurcation of space and time and "time" exist before Big Bang but very nature of that "time" is not comprehensible. They admit Grand Design (of Universe) but simultaneously reject the plausibility of Intelligent Designer and assert that favorable conditions for life on Earth are due to "chance". Moreover, they affirm existence of Multiverse and declare that Multiverse emerged due to laws of nature. Hawking declares that the process of creation is spontaneous and spontaneous process does not require initiator. He seek refuge in Gravity as a manifestation of cause of universe. By rejecting possibility of mirage, they assert that laws of nature are fixed and support mechanical model of universe.Hawking's propositions and assumptions regarding Creation, Cosmic Design and Laws of Nature need to be critically analyzed in Islamic perspective. Hawking is a Giant in modern science and theoretical physics and he is so influential that his statements regarding sciences have great impact in scientific society and academia. Atheist community also take advantage of his agnostic and non-religious contentions. Keeping in view the above stated matter, selected work of Stephen Hawking and Mlodinow's book "The Grand Design" has been critically reviewed in the light of Islamic Thought.

Keywords: "The Grand Design", Islamic Thought, Hawking, Laws of Nature.

*Corresponding author's email: smeer82@gmail.com

CC BY

تمہید

The Grand Design [1] سٹیفن ہاکنگ اور ملوڈینو [2] کی مشترکہ تصنیف ہے۔ متذکرہ کتاب میں سٹیفن ہاکنگ اور شریک مصنف کائنات نے الوہی تخلیق کے عقیدے سے انکار کیا ہے۔۔ ان کے مطابق کائنات کی تخلیق کی وضاحت طبیعیات کے قوانین کر سکتے ہیں اور کائنات کی تخلیق خدا کے ارادہ یا خواہش سے متعلق نہیں جب کہ بگ بینگ طبیعیات کے قوانین کا لازمی نتیجہ ہے۔ ہاکنگ کے مطابق ہزاروں سالوں سے انسان کائناتی مظاہر کو خدا کی خواہشات سے منسوب کرتا آیا ہے۔ لیکن کائنات طبیعی قوانین کے ذریعے چل رہی ہے اور ان طبیعی قوانین کے ذریعے ہی کائنات کو سمجھا جا سکتا ہے۔ طبیعی قوانین ہمیں یہ بتلاتے ہیں کہ کائنات کیسے کام کرتی ہے، نیز انسان ان قوانین کو سائنسی طریقہ کار کی تشکیل اور عمل در آمد کے ذریعے دریافت کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

ہاکنگ کتاب کے آغاز میں کائنات کے بارے میں لوگوں کے اذہان میں اٹھنے والے سوالات بیان کرتا ہے: کائنات کیسے برتاؤ کرتی ہے؟ حقیقت کی نوعیت کیا ہے؟ یہ سارا کچھ آیا کہاں سے ہے؟ کیا کائنات کسی خالق کی رہین منت ہے؟ ہاکنگ کہتا ہے کہ یہ سوال فلسفہ سے متعلق ہیں اور فلسفہ مر چکا ہے اور یہ دور سائنس کا ہے۔ دریں حالات ہاکنگ مذہب کو ان سوالات کے جواب دینے کا اہل ہی نہیں سمجھتا۔ کلاسیکل فزکس کے دور میں جو قوانین معیاری مانے جاتے تھے وہ نتائج بھی دیتے تھے جب کہ کلاسیکل دور میں کوانٹم فزکس کے نظریات بے معنی تھے۔

گرینڈ ڈیزائن کے مؤلفین کا کہنا ہے کہ Unified Field Theory (UFT) کا وجود ممکن نہیں ہے۔ کائنات کی ابتداء کے سلسلہ میں خدا کو زیر بحث لانا ضروری نہیں۔ بگ بینگ قوانین طبیعات کا شاخسانہ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ خدا موجود نہیں، لیکن سائنس خدا کو غیر ضروری قرار دیتی ہے۔ کتاب میں کائنات سے متعلقہ سائنسی علم کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ ہاکنگ کہتا ہے کہ فطرت، طبیعی قوانین کے توسط سے روبہ عمل ہے، اس کے رواں رہنے میں خدا کا ارادہ کارفرما نہیں۔ اس کے مطابق نظریہ کوانٹم میکینکس اور نظریہ اضافت دونوں ہمیں اس بابت رہنمائی کر سکتے ہیں کہ کائنات کیسے عدم سے وجود میں آئی۔

جس طرح زمین کی طرح اور زمین میں بھی ہو سکتی ہیں اور ہمارے نظام شمسی کی طرح دیگر نظام شمسی بھی ہیں۔ اسی طرز پر ہماری کائنات کی طرح دیگر کائناتیں بھی وجود کی حامل ہو سکتی ہیں۔ کائنات میں کارفرما قوانین فطرت چانس کے طور پر وجود میں آئے ہیں۔ جان لینکس کے مطابق اگر دنیا کا مشہور سائنسدان بھی احمقانہ / بے وقوفانہ بیان دے تو وہ بیان احمقانہ / بیوقوفانہ ہی تصور ہو گا۔

Gerald Schroeder کے مطابق ہاکنگ و دیگر کے نزدیک کائنات کو مطلق عدم سے وجود میں لانے کے لئے خدا کی کوئی ضرورت نہیں۔ بس اس کے لیے صرف قوانین فطرت کی ضرورت ہے۔ اگر خدا کی مداخلت کے بغیر قوانین فطرت کی وجہ سے بگ بینگ ہوا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کائنات کی تخلیق سے قبل ہی قوانین فطرت موجود تھے۔ جب کہ یہ کہا جاتا ہے کہ تخلیق کائنات سے ہی وقت کا آغاز ہوا اور کائنات نے مادّی جسم اپنایا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کائنات کے آغاز میں مدد و معاون ثابت ہونے والے قوانین فطرت غیر طبیعی ہیں (چونکہ وقت کے آغاز سے قبل مادہ تھا ہی نہیں) اور وقت سے مبّرا ہیں۔ یعنی غیر طبیعی قوانین (جو کہ وقت سے وراء ہیں) کائنات کے وجود کا باعث بنتے ہیں۔ اس کی مذہبی تشریح یہ کی جا سکتی ہے کہ وہ ہستی (عامل یا قانون نافذ کرنے والی ذات) دراصل خدائے واحد ہے جو کہ ازل سے ہے اور اسی کے کلمہ کن کی وجہ سے دنیاوی وقت کا بھی آغاز ہوا اور کائنات عدم سے وجود میں آئی۔ ہاکنگ اپنی کتاب میں آزاد ارادہ کی نفی کرتا ہے۔ [3]

ہاکنگ حقیقت کے معاملہ میں مختلف تناظر کی بات کرتا ہے۔[4] وہ کہتا ہے کہ کائنات کے بارے میں جاننے کے عمل میں انسان اب دیو مالا/اساطیر سے سائنسی سوچ کی طرف جارہا ہے۔ اس کے نزدیک پہلے کائنات کے اسرار کی توضیح کے بارے میں قصّے کہانیاں مروّج تھیں اب ان اسرار کے انکشاف میں سائنسی سوچ مدد و معاون ثابت ہو رہی ہے۔ سائنسی طریقہ تفتیش و تحقیق ایک بہترین ٹول ہے۔ قدیم دور میں لوگ قدرتی مظاہر وآثار کی تشریح کے لیے خدا کو بیچ میں لاتے تھے، سورج دیوتا، چاند دیوتا، صحت کا دیوتا، بارش کا دیوتا وغیرہ۔ لہٰذا ہر معاملہ زندگی کے لیے مختص دیوتا اس وقت مداخلت کے لئے پکارا جاتا تھا جب اس کی ضرورت پڑتی۔ دیوتا کو ناراض کرنے سے اس کے متعلقہ امور میں آنے والی رکاوٹ سے خوفزدہ ہو کر اسے خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔

ہاکنگ کے بقول یونانی فلسفیوں (ارسطو، ارشمیدس، تھیلس) وغیرہ نے کائنات میں غور وفکر اور بڑے سوالات کے جوابات جاننے کے لیے غور وفکر کرنا شروع کیا اور کائنات کو خدا کے تصرف سے ہٹ کر جاننے کی کوشش کی۔[5] ان کے مطابق فلسفیوں کے کائنات کو جاننے کے فطری عمل کے تسلسل میں سائنسی طریقہ کار یا سائنسی منہج کی بنیاد پڑی۔ جس میں مفروضہ کی تشکیل کے بعد تجربات کے ذریعے اس کی validity کو پرکھا جاسکتا ہے اور بعد ازاں اس سے نتائج حاصل کیے جاتے ہیں۔ سولھویں اور سترھویں صدی میں گلیلیو، کیپلر، ڈیکارٹ وغیرہ نے سائنسی طریقہ کار کو پروان چڑھایا۔ نیوٹن نے سیاروں کی حرکت کے موجب قوانین طبیعات کو دریافت کیا۔ اسی سے ہم کائنات کو مزید سمجھنے میں کامیاب ہوئے۔ اب سائنسدان اس درجہ اعتماد تو حاصل کر چکے ہیں کہ ان کے مطابق اس کائنات کے جملہ مظاہر کو سائنسی طریقہ کار سے سمجھا جاسکتا ہے یا ان کی تشریح کی جاسکتی ہے۔

ہاکنگ یہیں سے سائنسی جبریت کا نظریہ اخذ کرتا ہے جس کے مطابق فطرت میں ہر واقعہ کی سائنسی تشریح کی جاسکتی ہے۔ (حتٰی کہ انسانوں کے اقدامات یا فیصلے بھی)۔ بقول ہاکنگ سائنسدان آزاد ارادہ اور سائنسی جبریت کے بارے میں زیادہ تفصیل کے ساتھ بحث کر سکتے ہیں۔ آزاد ارادہ (free will) کی بحث خاصی قدیم ہے اور محققین کے درمیان وجہ نزاع بھی رہی ہے۔ سائنس جو کہ نظام فطرت کے مظاہر میں ایک تسلسل اور یکسانیت کا مشاہدہ کرتی ہے۔ مثلاً سیارے ایک خاص روش کے ساتھ محوِ گردش ہیں۔ اشیاء قوت ثقل کی وجہ سے ایک دوسرے کی جانب کھنچی چلی جاتی ہیں وغیرہ۔ اس طرح سے معلوم قوانین فطرت میں بظاہر کوئی تعطل دکھائی نہیں دیتا۔ ہاکنگ کا کہنا ہے کہ اگر انسان آزاد ارادہ کا حامل ہے تو پھر کیا دیگر جانوروں میں بھی ایسا ہے؟ وہ مزید سوال اٹھاتا ہے کہ روح ارتقاء کے عمل کے دوران کس وقت انسانی Traits کی شکل میں میں شامل ہوئی۔[6] ہاکنگ کے یہ سوالات سائنس سے بڑھ کر مذہب اور فلسفہ کے میدان سے ہیں۔ روح ایک غیر سائنسی عنصر ہے اور اسلامی روایت کی روشنی میں امر ربی ہے اور اس کا حسی مشاہدہ نہیں کیا جاسکتا۔ ہر آسمانی مذہب میں روح کا تصور موجود ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی ہے:

اِنَّ اَحَدَکُمْ یُجْمَعُ خَلْقُہٗ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا نُطْفَۃً ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَۃً مِّثْلَ ذٰلِکَ ؕ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَۃً مِّثْلَ ذٰلِکَ ؕ ثُمَّ یُرْسَلُ اِلَیْہِ الْمَلَکُ فَیَنْفُخُ فِیْہِ الرُّوْحَ وَیُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ ؕ بِکَتْبِ رِزْقِہٖ ؕ وَاَجَلِہٖ ؕ وَعَمَلِہٖ ؕ وَشَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ ؕ فَوَ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ ! اِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مَا یَکُوْنُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا اِلاَّ ذِرَاعٌ ؕ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ ؕ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ ؕ فَیَدْخُلُھَا ؕ وَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ ؕ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا اِلاَّ ذِرَاعٌ ؕ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ ؕ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ ؕ فَیَدْخُلُھَا .[7]

'تم میں سے ہر ایک کی تخلیق یوں ہوتی ہے کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس یوم تک نطفہ کی صورت میں' اس کے بعد اتنے ہی روز تک علقہ کی صورت میں' اور اس کے بعد اتنے ہی روز گوشت کے لوتھڑے کی صورت میں رہتا ہے. بعد ازاں اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے' پس وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور اسے (یعنی فرشتہ کو) اس پیدا ہونے والے کے متعلق چار باتیں' رزق' عمر' عمل اور اس کے شقی (بدبخت) یا سعید (نیک بخت) ہونے کے متعلق' لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے. پس قسم ہے اُس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں! تم میں سے کوئی آدمی اہل جنت کے سے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اور جنت کے مابین صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے تو اُس پر وہ سابقہ تحریر غالب آجاتی ہے اور وہ شخص اہل جہنم کا سا عمل کر کے جہنم میں چلا جاتا ہے. اور ایک شخص اہل جہنم کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے تو وہ سابقہ تحریر اُس پر غالب آجاتی ہے اور وہ شخص اہل جنت کا سا عمل کر کے جنت میں چلا جاتا ہے۔

ہاکنگ کے نزدیک ہمارے ارادے اور خواہشات[8] طبیعی اور کیمیائی قوانین کے تحت بیان کیے جاسکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ نیورو سائنس کی حالیہ دریافتوں کا حوالہ دیتے ہیں کہ ہمارے افعال و اعمال کے پیچھے سائنسی قوانین کیونکر کار فرما ہیں۔ سائنسدان یہ جان چکے ہیں کہ انسان کو گفتگو کرنے یا جسم کے کسی عضو کو حرکت میں لانے کے لیے دماغ کا کونسا حصّہ فعال ہوتا ہے۔ لہٰذہ انسانی اعمال، افعال اور دیگر اقدامات ایک بائیولوجیکل مکینکس کے تحت وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

ہاکنگ حقیقت کی بابت خامہ فرسائی کرتا ہے کہ حقیقت کی دریافت سائنسی سے زیادہ فلسفیانہ مباحث کا حامل موضوع ہے۔ حق یا صداقت کیا ہے؟ کیا ہمیں جو دکھائی دیتا ہے وہ حقیقت ہے یا پھر حقیقت اس کے ماسوا ہے۔ کیا حقیقت ایک سے زائد بھی ہو سکتی ہیں؟ انسان جو دیکھتا ہے وہ اس کے لئے حقیقت ہے؟ اصل میں حقیقت وہ ذہنی تصور ہے جو انسان کو مشاہدہ کے دوران حاصل ہوتا ہے۔ اس ذہنی تصور کے قائم کرنے میں انسانی حسّیں استعمال ہوتی ہیں۔ انسانی مدرکات اور حسّیں چونکہ مطلق نہیں، لہٰذا ان کے مشاہدات سے سامنے آنے والے حقائق بھی مطلق نہیں۔ انسان جو کچھ دیکھتا ہے وہ اس کے لیے حقیقت ہے۔ انسانی دماغ حسّوں کے ذریعے قابل مشاہدہ جسم کی ایک تشبیہہ بناتا ہے۔

انسان کے لیے مطلق حقیقت کی حامل کوئی شے کسی دیگر مخلوق کے مشاہدے کی مختلف صلاحیت کی وجہ سے مختلف دکھائی دے سکتی ہے۔ اختلاف مشاہدہ کی وجہ سے دونوں مشاہدہ کار دو مختلف قوانین کے ذریعے اس حقیقت کو بیان کر سکتے ہیں۔ یعنی ایک مظہر کی تشریح ایک سے زائد تناظر میں کی جاسکتی ہے۔[9] ماورائے فطرت خدائے بزرگ و برتر کا مشاہدہ انسانی مشاہدے سے یکسر مختلف ہو سکتا ہے۔ زمان و مکان سے وراء خدا تعالیٰ کا اشیاء کو دیکھنا کس معنوں میں ہوگا؟ دنیا کا وقت اس کے لئے کوئی خاص Constraint نہیں ڈالتا۔ انسانی مشاہدہ زمان و مکان میں مقید ہو کر ہوتا ہے اور ایک شے کی زمان و مکان میں پوزیشن تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح دیگر مخلوقات جو کہ انسانی طبیعی realm سے ہٹ کر ہیں، ان کے مشاہدہ کی صلاحیتیں، انسانی صلاحیتوں سے مختلف ہونے کی وجہ سے ہمارے قوانین فطرت (جو کہ ہمارے حواس اور عقل کی وجہ سے دریافت ہوئے) سے ہٹ کر ہو سکتے ہیں۔

کوانٹم کا نظریہ تحت ایٹمی ذروں کو بیان کر سکتا ہے۔ اور یہ دنیا کے بارے میں ایک مختلف تصور دیتا ہے۔ عام طور پر ہمارے مشاہدات نمودار بہ چشم درجہ کے ہوتے ہیں۔ یہ ایک نارمل سائنس ہے اور قابل توضیح ہے۔ ایٹمی سطح پر مشاہدہ کے وقت کوانٹم فزکس کے اصول کار فرما ہوتے

ہیں۔ کوانٹم فزکس میں Heisenberg کا پیش کردہ ایک اہم اصول "اصول غیر یقینیت" ہے۔ اس کے مطابق ایک ہی وقت میں کامل درستی کے ساتھ کسی الیکٹرون کی پوزیشن اور سمتی رفتار کی پیمائش نہیں کی جاسکتی۔ لہذا الیکٹرون کی پوزیشن اور ولاسٹی کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ اس کی پیمائش کی امکانی صورت پیش نظر رہے گی۔ لہٰذا کسی بھی تحت ایٹمی ذرّے کی کیفیت probabilistic طور پر بیان کی جاسکتی ہے۔ مزید یہ کہ دوران مشاہدہ، زیر مشاہدہ شے کی حالت بھی مستقل نہیں رہتی۔ جب ہم مشاہدہ کر رہے ہوتے ہیں اس وقت زیر مشاہدہ شے پر اثر انداز ہو رہے ہوتے ہیں۔ آئن سٹائن نے زمان و مکان کے فہم میں ایک انقلاب برپا کیا ہے۔ اس کی نظریہ اضافیت (سپیشل اور جنرل تھیوری آف ریلیٹیوٹی) نے فزکس اور عمومی سائنس کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ خصوصی نظریہ اضافت میں اس نے وقت کی اضافت کو بیان کیا۔ اس کے مطابق رفتار بڑھنے سے وقت سستی سے گزرتا ہے۔ یعنی کہ اگر ایک شخص بہت زیادہ تیز رفتار سے حرکت کرے تو اس کے لئے دوسرے ساکن افراد کے معاملے میں وقت پھیل جائے گا۔

ہاکنگ کے مطابق آئن سٹائن کا عمومی نظریہ اضافت دراصل کشش ثقل کے بارے میں وضاحت کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں آئن سٹائن نے مکان اور زمان کو اکٹھا کر کے چار جہتوں کو زیرِ بحث لایا۔ طبیعیات دان M تھیوری بنا رہے ہیں اور حقیقت کے بیان میں M تھیوری کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔ اس سے قبل GUT طبعی مظاہر کے بیان میں مکمل طور پر کامیاب نہیں ہو سکی۔

عصری مشاہدات کے مطابق کائنات پھیل رہی ہے کائنات کے بارے میں عموماً دو آراء زیر بحث رہی ہیں۔ کائنات ہمیشہ سے ہے یا کائنات کی ابتدا ہوئی ہے۔ یعنی کائنات تخلیق شدہ ہے اور اس کی تخلیق میں خدا کا ہاتھ ہے۔ جدید سائنس کائنات کی ابتداء اور اس کے پھیلنے کے بارے میں بحث کرتی ہے اور اس دوران انسان کائنات کے قوانین فطرت کو اپنائے ہوئے ہے۔ 1929 میں ایڈون ہبل نے دریافت کیا کہ کہکشائیں ایک ہی سیدھ میں زمین سے دور ہٹ جارہی ہیں۔ جیسے جیسے کہکشائیں دور جارہی ہیں ایسے ایسے ان کی رفتار بھی بڑھتی جارہی ہے۔ یعنی کائنات پھیل رہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ماضی میں جھانکیں تو یہ سکڑتی جائے گی۔ ایکسٹراپلوشن کے تحت سائنس دان اس پھیلاؤ کو ریورس کر کے ساری کائنات کے مادہ اور توانائی کو ایک انتہائی مرتکز حالت کے علاقہ میں تصور کرسکتے ہیں جس کا درجہ حرارت بہت زیادہ اور حجم انتہائی کم ہو۔ ہاکنگ کے مطابق ایسا بگ بینگ سے پہلے تھا۔

ہاکنگ کے بقول بگ بینگ کائنات کی ابتدا نہیں ہے بلکہ کائنات میں وقت اور کی Bifurcation ہے۔ زمان و مکان کی ابتداء بگ بینگ سے ہوئی۔ اس سے قبل بھی وقت تھا جو کہ دنیاوی وقت سے وراء تھا۔ اس وقت کا دنیاوی وقت سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔ ہاکنگ کے مطابق کائنات کی ابتدا کے بعد خوش قسمتی سے ایسا موقع ملا کہ زمین بنی جو کہ انسانوں کی رہائش کیلئے مفید ہے۔ یہاں ہاکنگ چانس کو لے کر چلتا ہے اور کسی خدائی مداخلت اور تصور کو زیر بحث ہی نہیں لاتا۔ ہمارا سیارہ قابل رہائش زون میں سورج کے گرد محوِ گردش ہے۔ سائنسدانوں کے مطابق اگر زمین اس (15 کروڑ کلومیٹر) سے کم یا زیادہ فاصلہ پر ہوتی تو انسانوں کے لیے کسی طور پر قابل رہائش نہ ہوتی۔ (ایسا خود بخود کیسے ہو سکتا ہے؟) زمین سورج کے زیادہ قریب ہوتی تو سمندر کا پانی بھاپ بن کر اڑ جاتا اور زیادہ دور ہونے کی صورت میں سارا پانی برف کی صورت جم جاتا۔ اس لئے لوگوں کی اکثریت کائنات میں زمین کے مقام کو محض خوش قسمتی سمجھنے کی بجائے اسے خدا کا ایک ذہین منصوبہ Intelligent Design سمجھتے ہیں۔

ہاکنگ کے مطابق اگر ہم یہ یقین کر لیں کہ خدا نے کائنات کی تخلیق کی ہے، تو اس سے مزید سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ خدا کو کس نے پیدا کیا ہے؟ یہ سوال ہی لایعنی ہے۔ خدا کو کس نے پیدا کیا؟ خدا کو زمان و مکان میں مقید ایک سبب اولیٰ سمجھنا ہی غلط ہے۔ وہ زمان و مکان سے ماوراءاور غیر طبیعی ہستی ہے جو کہ غیر مخلوق ہے چوں کہ پیدا تو مخلوق ہوتی ہے۔ ہاکنگ کے مطابق اکثر ماہرین فلکیات، طبیعیات دان اور دیگر سائنسی طریقہ تحقیق کو اختیار کرنے والوں کے مطابق ہمارے وجود کے پیچھے کوئی الوہی ہاتھ نہیں ہے۔ سائنسدانوں کے کہنے سے یہ بات کیسے صادق آ جائے گی؟ سائنسدانوں کا کہا گیا بیان صداقت کا حامل نہیں ہوتا۔ سائنسی نقطہ نظر سے وہی بات وہ قابل اعتبار ہے جو سائنسی منہاج کی کسوٹی پر پورا اترتی ہو۔ قبل ازیں سائنس خدا کے وجود کا انکار کرنے سے عاری ہے۔ کیا سائنس دانوں نے معلوم کائنات کا چپہ چپہ چھان مارا ہے اور خدا کی ہستی کو تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں یا پھر کے کائنات ابھی نا تمام ہے۔ سائنس دان خود کائنات کے صرف چار فیصد حصہ کو قابل مشاہدہ قرار دیتے ہیں اور باقی کائنات ڈارک میٹر[10] اور ڈارک انرجی[11] پر مشتمل ہے۔ ڈارک انرجی کی کیفیت ہنوز سائنسدانوں پر غیر منکشف ہے۔ اس صورت میں سائنسدان اگر اجماع بھی کر لیں کہ خدا موجود نہیں تو یہ قیاس فاسد کی ذیل سے ہو گا۔

ہاکنگ کہتا ہے کہ ہمارے بہت زیادہ خوش قسمت اور حیران کن طور پر خوش بخت ہونے کی وجہ خدائی ہاتھ نہیں بلکہ اور بھی بہت سے عوامل ہیں جو مل کر زمین کو ہمارے قیام کے لیے موزوں بناتے ہیں۔ وہ عوامل غیب کی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ محض عوامل کا تذکرہ کرنا کافی نہیں۔ مہمل عوامل اور معلوم خدا کے تصرف میں فرق نہ کرنا ہاکنگ کی جانب سے ایک طرح کا تعصب پر مبنی رویہ ہے۔ اس کے نزدیک کائنات کی عدم سے تخلیق کے لئے خدا کی ضرورت نہیں، بس قوانین فطرت کافی ہیں۔ لیکن جو قوانین فطرت کائنات کی تخلیق سے قبل بھی وجود رکھتے تھے، وہ دنیاوی فطری قوانین سے مختلف بھی ہو سکتے ہیں۔ یعنی زماں و مکان / مادی طبیعی دنیا کے وجود سے قبل کے قوانین اگر قوانین فطرت کہلاتے بھی ہوں، تو وہ کس فطرت کی غمازی کر رہے ہیں؟ آیا وہ فطرت مادی فطرت ہو گی یا پھر عدم کی فطرت! عدم کی فطرت کے لئے قوانین کے بارے میں اندازہ لگانا ایک طرح سے غیب سے متعلق حقیقت کو تسلیم کرنا ہے۔ ان قوانین فطرت کو انسان محسوس نہیں کر سکتا چونکہ ان کا تعلق عدم سے تھا اور موجودہ قوانین فطرت تو مادی ہیں۔ جب مادہ نہیں تھا تو اس وقت کے قوانین کو "فطرت" کے قوانین کہنا طبیعات کی رو سے درست نہیں۔ اسٹیفن ہاکنگ کا ان قوانین کو قوانین فطرت کہنا درست نہیں ہے، خالصتاً قوانین کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں ان قوانین کی نوعیت بیان کرنا درست نہیں (ہاکنگ ایک اور جگہ کائنات کی ابتداء کے موجب قوانین میں سے ایک کو گریوٹی کا نام دیتے ہیں) عدم سے وجود بخشنے کا موجب بننے والے قوانین دراصل وہ خدائی قوانین ہیں جو کہ کونیاتی قوانین کہلاتے ہیں اور اسلامی نقطہ نظر سے اللہ تعالیٰ (جو کہ کائنات کو عدم سے وجود میں لائے لحظہ بہ لحظہ کائنات میں تصرف بھی فرماتے ہیں اور کائنات کے ذرے ذرے سے واقف ہیں) کے کلمہ کن سے کائنات کا آغاز ہوا۔

اگر قوانین کائنات کی تخلیق سے قبل وجود رکھتے ہوں تو ایسا محالاً فرض کیا جا سکتا ہے کہ تخلیق کائنات میں کسی ماوراء فطرت ہستی کا کوئی ہاتھ نہیں۔ لیکن قوانین فطرت چونکہ فطرت سے مربوط ہیں، لہٰذا ان کا کائنات کی ابتدا سے قبل وجود ماننا سائنسی نقطہ نظر سے بھی درست نہیں ہے۔ لہٰذا کائنات کے عدم سے وجود میں لانے کا ایک ہی ذریعہ رہ جاتا ہے جو کہ مافوق الفطرت ذات باری تعالیٰ ہے۔ قرآن کریم میں صفات باری تعالیٰ کو اس انداز میں بیان کیا گیا ہے:

﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾[12]

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

انسان کو محدود علم دیا گیا ہے اور اس کو عطا کردہ علم اسکی وقوفی استعداد کو مد نظر رکھ کر دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ [1]

اور جو بھی علم تمہیں عطا کیا گیا ہے وہ بہت ہی تھوڑا ہے

اسی طرح اگر کائنات کی ابتداء سے قبل (بگ بینگ سے قبل) قوانین فطرت کی موجودگی مان لی جائے تو پھر یہ زمانہ سے قدیم تصور ہوں گے۔ موجودہ وقت سے قبل کے قوانین غیر طبیعی اور وقت سے مبرّا قوانین کہلائیں گے۔

تجربی سائنس وحی کی ہدایت سے ہٹ کر حقیقت کی تلاش میں رہتی ہے اس لئے عموماً جب زیادہ گہرائی میں جا کر فطرت اور حقیقت بارے جاننے کی کوشش کی جاتی ہے تو پھر اس میں کوئی گیپ آجاتا ہے یا کوئی کڑی مفقود ہو جاتی ہے۔ ہاکنگ کو یہاں مغالطہ ہوا ہے۔ اس کے بقول خدا کا تصور فطری نہیں ہے اور غیر فطری تصور لایعنی ہے، لہٰذا قوانین فطرت کو کائنات کی ابتداء کا سبب مان لینے سے کام چل جائے گا۔ وسیع و عریض شاندار اور مرتب شدہ، ڈیزائنڈ کائنات (جو کہ حقیقت ہے) کو ایسے نامعلوم قوانین کی طرف منسوب کر دیے جانے سے بہتر نہیں کہ کائنات جس دانا و حکیم و خبیر ہستی کے وجود کی گواہی دے رہی ہے، اس کو کائنات کا سبب / خالق قرار دیا جائے اور یہ کوئی انہونی بات بھی نہیں۔ کرہ ارض کی کثیر آبادی خدائے مطلق کے وجود کی ہمیشہ سے قائل رہی ہے۔ مشرکین بھی دراصل کائنات کے خدا کے قائل ہیں اور ان کا مشرک ہونا بھی ایک خدا کے وجود کی دلالت ہے۔

کوانٹم مکینکس کے مطابق چونکہ ہر پیمائش میں غیریقینیت ہوتی ہے۔ لہٰذا Nothingness میں بھی غیر یقینیت پائی جاتی ہے۔ ایسا ممکن ہے کہ عدم، وجود میں چھلانگ لگا کر واپس عدم کی حالت کو پالے۔ اور ایسا بھی ممکن ہے کہ عدم جب چھلانگ لگا کر وجود کی حالت میں ہو تو اس وقت کسی خارجی عوامل کی وجہ سے وہ وجود کی حالت میں جکڑ لیا جائے۔ ایسا کوانٹم مکینکس میں ممکن ہے اور نظریہ امکانیت میں اس عمل کے چانسز ضرور ہیں[13]۔

ہاکنگ کے مطابق طبیعی حقیقت کے ایک سے زائد پہلو ہو سکتے ہیں۔ اور ہر پہلو کی تشریح کے لیے قوانین کا فریم ورک بھی مختلف ہو سکتا ہے۔ اس کے مطابق تخلیق سے متعلق سوالات کے جوابات M تھیوری دے سکتی ہے۔

According to M-theory, ours is not the only universe. Instead, M-theory predicts that a great many universes were created out of nothing. Their creation does not require the intervention of some supernatural being or god. Rather, these multiple universes arise naturally from physical law. They are a prediction of science. [14]

ہاکنگ M تھیوری کا حوالہ دے کر یہ دعوی کر رہا ہے کہ اس وقت صرف ہماری کائنات وجود نہیں رکھتی بلکہ اس کے علاوہ متعدد کائناتیں بھی موجود ہیں۔ جبکہ ان متعدد کائناتوں کا کوئی سائنسی ثبوت نہیں ہے۔ اس کے بقول متعدد کائناتوں کا عدم سے ظہور ہوا۔ اس نے عدم سے ظہور کا ذریعہ بیان نہیں کیا۔ یہاں تک تو اس کا دعویٰ اسلامی نقطہ نظر سے مغائرت کا حامل نہیں۔ لیکن اس میں متعدد اشکالات ہیں۔ متعدد کائناتوں کے

وجود پر یقین کرنا فلسفیانہ یا مذہبی نقطہ نظر سے تو ممکن ہے لیکن اس کائنات سے ہٹ کر دیگر کائناتوں کے وجود کے بارے میں کوئی سائنسی شواہد دستیاب نہیں ہیں۔ آگے چل کر ہاکنگ کہتا ہے کہ تخلیق کائنات کے لیے کسی مافوق الفطرت ہستی یا خدا کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ یہ کثیر دنیائیں قدرتی / فطری طور پر طبیعی قوانین کی وجہ سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ ہاکنگ کے مطابق

…creation does not require the intervention of some supernatural being or god.[15]

ایک مفروضاتی تھیوری کی بنیاد پر تخلیق کائنات کے عمل میں میں مافوق الفطرت ہستی کی عدم مداخلت کا دعویٰ ایک بڑی جسارت ہے۔ ہاکنگ یہاں خدا کی حقیقت کو ایک تصوراتی غیر تصدیق شدہ نظریہ کی بنیاد پر مسترد کر رہا ہے۔ حالانکہ کائنات کی ابتداء کے بارے میں سائنس اپنی بے انتہا ترقی کے باوجود توضیح کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ سائنسدان یہ تو معلوم کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں کہ کائنات کا ظہور عدم سے ہوا ہے لیکن اس عدم کی تشریح سائنس کے دائرہ کار میں نہیں آسکتی۔ مزید یہ کہ عدم سے وجود کا ظہور کس کے حکم پر ہوا؟ اس سوال کے پیدا ہونے ہی نفی کر دی۔ یعنی خدا یا فطرت سے وراء کسی ہستی کا کائنات کی تخلیق میں کوئی عمل دخل نہیں۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا سائنسدانوں نے کائنات کی تخلیق کے دور کا مشاہدہ کر لیا ہے اور وہ دوران مشاہدہ یہ جان گئے کہ عدم سے وجود میں ٹرانسفارمیشن کے دوران کسی فوق الفطرت ہستی نے مداخلت نہیں۔ سائنسدان زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ عدم ایک غیر سائنسی تصور ہے اور غیر سائنسی اور غیر طبیعی معاملہ کو سائنس کے فریم ورک میں زیر بحث نہیں لایا جاسکتا، لہٰذا سائنس اس بارے میں خاموش ہے۔

دور حاضر میں چونکہ سائنس کا طوطی بولتا ہے اور عام لوگ بھی حقیقت اور انکشاف و اکتشاف کے سلسلہ میں سائنسدانوں کی طرف دیکھتے ہیں۔ اس صورت میں اگر سائنسدان اپنی حیثیت کا غلط طور پر فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی فکر کو سائنس کے نام پر پبلک یا اکیڈمک سطح پر پیش کریں تو یہ ایک پیشہ ورانہ مس کنڈکٹ ہے۔ دراصل یہ سائنس کے نام پر غیر سائنس کی ترویج ہے۔ فلسفہ سائنس کے مطابق سائنسی دعویٰ یا تو تصدیق پذیری کا حامل ہونا چاہیے (منطقی اثباتوں کے نزدیک) یا پھر تغلیط پسند ہونا چاہیے (کارل پاپر کے نزدیک)۔ ہاکنگ کی اپروچ سائنسٹزم سے متعلق ہے۔ وہ ہر مظہر یا معاملہ کو سائنس کی عینک سے دیکھنے کے قائل لگتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ ہر فطری عمل کو سائنس کے ذریعے قابل تشریح سمجھتے ہیں۔ معاملہ زیر بحث میں ہاکنگ بڑے وثوق کے ساتھ متعدد دنیاؤں کے بارے میں بات کرتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے اس دعویٰ میں کوئی انحراف نہیں ہے۔ لیکن ان متعدد دنیاؤں پر غیبی طور پر ایمان (سائنسی) لانے سے کہا بہتر ہے کہ ایک خدا پر ایمان لایا جائے جس کی گواہی تمام ادیان، اقوام اور گروہ دے رہے ہیں۔

متعدد کائناتوں کا 'فطری' طور پر ظہور پذیر ہونے کا دعوی بھی بلادلیل ہے۔ طبیعی قوانین کا تعلق طبیعی کائنات سے ہے۔ اب جب عدم کی حالت بھی غیر طبیعی ہے تو غیر طبیعی سے طبیعی دنیا کا ظہور کسی خارج کی ہستی کا رہین منت ہے۔ جبکہ ہاکنگ یہاں غیر طبیعی ہستی کا انکار کر رہا ہے۔ اس کے نزدیک قوانین طبیعیات کا تعلق زمان و مکاں سے ہے۔ کائنات کی تخلیق سے قبل طبیعی قوانین کا وجود ہی نہیں تھا۔ لہٰذا طبیعی قوانین کائنات کے وجود کے موجب نہیں ہوسکتے۔ کوپرسکی کے مطابق

In particular, laws do not literally "govern" the way objects behave on the regularity view; the laws are just the uniform ways the things in nature in fact

behave. The laws themselves are determined by entities and their behavior. If there were no physical beings, there would be no laws.[16]

کائنات کو عدم سے وجود میں لانا اللہ تعالیٰ کے لیے چنداں مشکل نہیں۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾[17]

وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا ہر ایک کو صورت دینے والا اسی کے ہیں سب اچھے نام اس کی پاکی بولتا ہے۔

تکوین کائنات سے قبل اللہ عزوجل نے کائنات کے بارے میں ایک نقشہ ترتیب دیا اور پھر کلمہ کن کے ذریعے کائنات کو عدم سے وجود بخشا۔ ان معنوں میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور مشیت کلمہ کن کے ذریعے نافذ ہو کر کائنات کے وجود کا موجب بنا۔ لہٰذا کائنات کے وجود کا محرک طبیعی قوانین کے بجائے اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور اس کا امر ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ الله الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيْثًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾[18]

درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کیے سب اس کے فرمان کے تابع ہیں خبردار رہو! اُسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے بڑا بابرکت ہے اللہ، سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن طِينٍ

جو چیز بھی اس نے بنائی خوب ہی بنائی، اس نے انسان کی تخلیق کی ابتداء گارے سے کی۔

ہاکنگ کے نزدیک طبیعی قوانین کی وجہ سے متعدد کائناتوں کا وجود میں آنا سائنس کی پیشن گوئیوں کا نتیجہ ہے۔ یہاں سائنسی پیشگوئیوں کو عموماً بیان کیا گیا ہے۔ سائنس کے عمل میں سائنسی منہج کو تیار کیا جاتا ہے۔ سائنسی منہج میں سائنسی عمل کا آغاز کسی مشاہدے کے ذریعے ہوتا ہے۔ پھر زیر مشاہدہ مظہر کی ممکنہ توضیح کی جاتی ہے۔ یا اس مظہر کے پیچھے کارفرما حکمت کو جاننے کے لیے ایک فرضیہ تجویز کیا جاتا ہے۔ فرضیہ کی درستی کی جانچ کے لیے تجربات کیے جاتے ہیں۔ تجربات اگر فرضیہ کی تصدیق کر دیں تو اب وہ فرضیہ نظریہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ نظریہ کی بنیاد پر پیش گوئیاں کی جاتی ہیں۔ یہ پیشگوئیاں عموماً درست اور کبھی کبھار غلط بھی ہو سکتی ہیں۔ یعنی سائنسی پیشگوئی اس بات کی ضامن نہیں ہوتی کہ اس کی ذیل میں دیے گئے دعویٰ جات سو فیصد درست ہوں گے۔

ہاکنگ M تھیوری (جو کہ اصل میں ایک مفروضاتی تصور سے زیادہ نہیں ہے) کو سائنس قرار دے کر اس کے ذریعے کائنات کے آغاز و ایجاد کے سلسلہ میں کسی خارجی ہستی کا ہاتھ نہ ہونے کی پیش گوئی کرواتا ہے۔ سائنسدان کو معروضی فکر کا حامل ہونا چاہیے اور کسی بھی مظہر کی تشریح و توضیح اپنی فکر اور ذاتی میلانات سے ہٹ کر کرنی چاہیے۔ سائنسی پیشہ ورانہ اخلاقیات کا تقاضا بھی یہی ہے۔ اب اگر سائنسدان تحقیق سے قبل ہی خدا کا انکار کر دے اور پھر اپنے سارے thesis کی بنیاد اسی انکار پر رکھے تو ایسا کرنا غیر پیشہ ورانہ سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے مطابق کائنات کو گہرائی میں سمجھنے کے لئے ہمیں صرف یہ جاننا کافی نہیں ہو گا کہ کائنات کا سلوک / برتاؤ کیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی جاننا ہے

کہ Nothing کے بجائے ہمارے ارد گرد وجود کیوں ہے؟ ہماری موجودگی کی وجہ کیا ہے؟ ہم یہاں کیوں ہیں؟ ہماری دنیا میں کار فرما قوانین متعین کیوں ہیں، ان کے علاوہ دیگر قوانین بھی ہو سکتے ہیں کیا۔؟

سٹیفین ہاکنگ کہتا ہے کہ اگر کائنات کی کل توانائی صفر ہے (کسی بھی جسم کی تخلیق کے لئے توانائی درکار ہوتی ہے) تو کائنات عدم سے کیسے وجود میں آگئی؟ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہاں کشش ثقل کا قانون ہو۔ چونکہ Gravity میں کشش اور توانائی منفی ہے اور یہ منفی توانائی مثبت توانائی کو متوازن کر سکتی ہے جو کہ مادے کے لئے ضروری ہے۔ اس کے بقول قانون کشش ثقل کی وجہ سے کائنات اپنے آپ کو خود تخلیق کر سکتی ہے[19]۔

بہت سے ایسے موضوعات ہیں جس کا بیان معیاری سائنس سے قطعاً نہیں ہو سکتا اور نہ ہی عقل سلیم اس کو تسلیم کرنے کے حق میں ہے۔ اگر کائنات کے وجود میں آنے سے قبل توانائی صفر تھی تو یہ کیسے معلوم ہوا کہ کائنات کی تخلیق سے قبل اس کی توانائی صفر تھی۔ کائنات جب نہ تھی تو عدم کو صفر توانائی سے کیسے منسوب کیا جا سکتا ہے؟ نیز وہ کون سے قوانین ہیں جو عدم پر منطبق ہو سکتے ہیں۔ عدم، نیست (Nothing) ہے اور اس سے کوئی قوانین مربوط نہیں ہو سکتے۔ مزید یہ کہ عدم کی صورت میں اگر بالفرض قوانین موجود ہیں تو ان قوانین کا مبتدا کیا ہے؟ اس سلسلہ میں سائنس خاموش ہے قرآن کریم اس سلسلہ میں واضح ہے کہ

﴿ اَوَ لَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا﴾ [20]

کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے تو ہم نے انہیں کھول دیا!

اصل میں لفظ "رتق" اور "فتق" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ رتق کے معنی ہیں یکجا ہونا، اکٹھا ہونا، ایک دوسرے سے جڑا ہوا ہونا، متصل اور متلاصق ہونا۔ اور فتق کے معنی پھاڑنے اور جدا کرنے کے ہیں۔ بظاہر ان الفاظ سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ کائنات کی ابتدائی شکل ایک تودے (Mass) کی سی تھی، بعد میں اس کو الگ الگ حصوں میں تقسیم کر کے زمین اور دوسرے اجرام فلکی جدا جدا دنیاؤں کی شکل میں بنائے گئے۔[21] عدم (غیر عاقل) کو کائنات کے وجود بخشنے میں بطور عامل تسلیم کرنے سے لامحدود عقل اور بے انتہا قوت کے مالک الجبروت خدا کو تسلیم کرنا زیادہ عقل مندی کا تقاضا ہے۔

سٹیفن ہاکنگ نے کشش ثقل کا خصوصی ذکر کیا ہے جب کہ کشش ثقل کا تعلق مادہ اور توانائی سے ہے۔ ایسا نیوٹن کے دریافت شدہ قوانین اور آئن سٹائن کی نظریہ اضافت کی رو سے مسلم ہے۔ جب کوئی شے ہے ہی نہیں تو اس سے متعلقہ کشش کا وجود کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ اگر کائنات کی ابتداء میں مادہ / توانائی موجود تھے تو پھر اس صورت میں کشش کے قانون کی موجودگی تسلیم کی جا سکتی ہے اور ایسا ممکن ہے۔ سائنس اس وقت تک محض مزعومہ 'بگ بینگ' تک ہی پہنچ سکی ہے۔ بگ بینگ سے قبل جب کے کائناتی وقت ہی وجود نہیں رکھتا تھا اور کوئی دنیاوی مکاں بھی وجود نہیں رکھتا تھا، کشش ثقل کیسے وجود رکھ سکتی ہے؟ مزید یہ کہ بگ بینگ کے وقت جو قوانین فطرت روبہ عمل ہوئے اور اس کے نتیجہ میں ایک یا متعدد کائناتوں کے وجود میں آنے کے دوران فطرت کے قوانین کا عمل دخل ہوا۔ ان قوانین کی ترتیب کس نے تعین کیا؟ اس کا جواب دینے سے فی الوقت سائنس عاجز ہے اور سائنس کا یہ عجز اس کی کمزوری یا نہ چلنے کی دلیل نہیں بل کہ اس سے سائنس کی حدود و قیود کا تعین ہوتا ہے جو کہ باب دوم میں تفصیلی طور پہ زیر بحث لایا جا چکا ہے۔

سٹیفن ہاکنگ تخلیقی عمل کو Spontaneous تخلیق قرار دیتا ہے۔ ان کے مطابق اپنی خود بخود تخلیق کی وجہ سے بنا یا عدم Nothing کے بجائے کچھ Something ہے۔ کائنات اور ہم کیوں موجود ہیں؟ اس بارے میں خدا کو متعلق کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہاں ایک تضاد ہے کہ اسٹیفن ہاکنگ کائنات کے Nothing سے Existing کو Spontaneous تخلیق کا نام دیتے ہیں۔ مقام حیرت ہے کہ جب کائنات عدم سے وجود میں آ رہی ہے تو کس ارادہ کے تحت وجود میں آئی؟۔ چونکہ ہر کام / عمل کے وقوع پذیر ہونے کے لئے ارادہ کی ضرورت ہے۔ عدم کے اندر ارادہ کہاں سے آیا؟ آیا عدم سے وجود میں آنے کا فیصلہ Nothing نے کیا۔ اگر اس Nothing سے مراد کوانٹم ویکیوم ہے نہ کہ عدم تو اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کائنات پہلے سے ہی وجود رکھتی تھی اور اس کی ایک Phase سے دوسرے Phase میں ٹرانسفارمیشن ہوتی ہے۔ جب کہ قرآن مجید کائنات کے وجود میں آنے کے ممکنہ طریقوں کو بیان کرتا ہے اور یہ نتیجا نکالتا ہے کہ اللہ ہی خالق کائنات ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ﴾ ﴿اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ﴾

کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں۔ یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کیے بلکہ انہیں یقین نہیں۔

طبیعی کائنات کا خود بخود وجود میں آ جانا سورۃ الطور کی متذکرہ آیات کی رو سے بالکل باطل ٹھہرتا ہے۔ ہاکنگ کے مطابق خود رو تخلیق کا کوئی مابعد الطبیعاتی سبب بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مزید یہ کہ فلسفہ کے مطابق بھی یہ ایک پیراڈاکس ہے۔ یعنی کہ دو حالتیں بیک وقت تسلیم کی جاری ہیں وجود اور عدم وجود۔ شے اور لاشے۔ عدم کے بارے میں ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ اس سے مراد Emptiness ہے۔ اگر اس سے مراد خلا ہے تو یہ خلا کہاں تھا؟ اگر اس سے مراد عدم محض ہے تو اس کا تصور محال ہے یعنی کوئی طبیعی شے نہ تھی! لہذا یہ ایک خالصتاً مابعد الطبیعاتی امور میں سے ہے اور Nothing کو سائنس زیر بحث نہیں لا سکتی۔ چند طبعیات دانوں کے مطابق Nothingness کا تعلق Quantum Vacuum سے ہے لیکن یہ دراصل ایک مفروضہ ہے۔ مفروضہ کے ذریعے حقیقت کو چھپایا نہیں جا سکتا اس لحاظ سے یہ Nothingness بھی دراصل کوئی شے ہے۔ لاشے نہیں ہے۔

کائنات کا اپنے آپ کو وجود بخشا اس لحاظ سے بھی بے معنی ہے کہ وجود بخشنے کے لئے تاریخی تدریج کا ہونا لازم ہے۔ وجود بخشنے والے کو وجود پر تقدم زماں حاصل ہوتا ہے۔ یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کائنات جو کہ پہلے تھی نے بعد والی کائنات کو وجود بخشا۔ اب پہلے کائنات اور بعد میں وجود پاتی کائنات دونوں میں فرق وجود کا ہے۔ کائنات کا کائنات کو وجود بخشنے کا عمل کس قانون کے تحت ہوا۔ اس کا ایک تناظر یہ ہو سکتا ہے کہ ہاکنگ جس کو کائنات کہہ رہا ہے وہ دراصل خدائے بزرگ و برتر کا تخلیق سے قبل کا "پلان" ہو سکتا ہے۔ چوں کہ بہت سے مفسرین نے اللہ عزوجل کی صفت الخالق سے مراد منصوبہ ساز لیا ہے۔ کائنات کی تخلیق میں اللہ تعالی کی بہت سی صفات کا عمل دخل ہے جس میں الخالق (منصوبہ) الباری (عدم سے وجود) اور المصور (وجود کو اس کی بہترین حالت میں لانا) شامل ہیں۔ خلق اور براء کے درمیان امر ربی ہے جس کے وجہ سے کائنات کو عدم سے وجود حاصل ہوا۔

Nothing میں ارادہ، شعور، دانش، بینش کہاں سے Inject ہوا؟ یہ نہایت اہم سوال ہے۔ یہاں سے یہی معلوم ہوا ہے کہ یہ تخلیق Spontaneous کے بجائے Induced ہے۔ تخلیق کے بعد تو Spontaneous عمل سائنس کی رو سے ممکنات میں ہے۔ لیکن

قبل از تخلیق ایک ایسے عمل کی تشریح محض مفروضہ کی صورت میں کرنا قرین انصاف نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسٹیفن ہاکنگ اس معاملہ میں واقعتاً خدا سے حسد کر رہے ہیں جس کا اپنی ایک دوسری کتاب میں انکار کر چکے ہیں۔ لہٰذا عزوجل کی تکوینی صفات کی بناء پر ہی عدم کو وجود حاصل ہوا اور یہ ایک Induced عمل ہے جس کا آغاز کلمہ کن سے ہوا اور پھر کائنات عدم سے وجود میں آئی۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ اِنَّمَا اَمْرُه اِذَا اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَه كُنْ فَيَكُوْنُ﴾

اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے فرماتا ہے، ''ہو جا'' تو وہ ہو جاتی ہے۔

عدم کو سائنسی حقیقت مان لینے سے ازلی کائنات کا ماننا لازم آتا ہے جو کہ اسلامی نقطہ نظر سے مردود ہے۔ جدید سائنس بھی کائنات کے محدود اور فانی ہونے کو تسلیم کرتی ہے جبکہ اسلامی نظریہ سے بھی ایک ایسا دور ہو گزرا ہے جب کچھ بھی نہ تھا مگر خدا تھا اور پھر خدا نے قلم کو بنایا جب کہ اس کا عرش پانی پر تھا (وکان عرشہ علی الماء) اور اس کے بعد یہ قابل مشاہدہ کائنات وجود میں آئی تو ہماری اور کائنات کی موجودگی جس کلمہ ''کن'' کی مرہون منت ہے وہ کائنات کی خارج سے ادا ہوا (چونکہ اس وقت کائنات موجود ہی نہ تھی)۔

سائنس بے انتہا ترقی کے باوجود خود بخود تخلیق کے جواز میں کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتی۔ یہ خود بخود تخلیق بھی تو طبیعی سائنس سے میل نہیں کھاتی بلکہ طبیعات سے ہٹ کر گھڑا گیا تصور ہے۔ لہذا سائنس کی دنیا میں جلالت علمی ہونے کے باوجود ہاکنگ نے یہاں غیر منطقی غیر عقلی دلیل دی ہے اور یہ ایسا مفروضہ ہے جو کہ خود اپنی نفی کرتا ہے۔ سائنس دان ایسی قوت یا محرک کی تلاش میں ہیں جس کی وجہ سے کائنات کی تخلیق ہوئی۔ ایسی قوت یا محرک کا بصیرت کی روشنی میں تعین کیا جانا چاہئے نہ کہ کسی ضد میں آکر حقیقت کے انکار کی روشنی میں۔ حق بات تو یہ ہے سائنس دان اس وقت تک اس طبیعی سبب تو معلوم نہیں کر سکے جو کہ اس حسی کائنات کو عدم سے وجود میں لانے کا سبب ہے۔

سٹیفن ہاکنگ کے نزدیک چونکہ قانون کشش ثقل کی وجہ سے کائنات خود بخود بن سکتی ہے (یعنی اپنے ہی بیانیے کو معیاری قرار دے کر مزید بحث کر رہا ہے) لہٰذا اس عمل سے لاتعداد کائناتیں بنتی ٹوٹتی اور فنا ہوتی رہی ہیں۔ لیکن ہماری کائنات ان لاتعداد میں ایک ہے جو فنا نہیں ہوئی۔ لاتعداد کائناتوں کے بننے اور ختم ہونے کے دوران کی ایک کارہ جانا امکانات میں سے ہے یہ ایک اتفاق ہے اور قانون امکان کے تحت ممکن ہے۔ طبیعی قوانین، فطری قونین وغیرہ اتفاق سے وجود میں آئے اور سارا نظام کائنات اپنی قوانین (طبیعی) کے سہارے چل رہا ہے۔ یہاں ہاکنگ دوبارہ کائنات کے وجود آنے کے عمل میں کشش ثقل کو مرکزی کردار دے رہے ہیں۔ مزید یہ کہ اس سے قبل یہ محض ان کی ذاتی رائے تھی کہ قوانین فطرت عدم سے وجود میں لانے کے موجب بنے یہ زیادہ سے زیادہ یہ الگ مفروضہ کہلائے جانے کے مستحق ہے۔ لیکن ایک ہی زقند میں اس مفروضے کو بنیاد بنا کر قانون امکان کے تحت اس کائنات کے وجود میں آنے اور برقرار رہنے کو اتفاق سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی ایک علیم و بصیر خدا کے برعکس پہلے تو ایک مفروضہ پھر امکانات اور اس پر مستزاد کہ اتفاق کی وجہ سے ایک ایسے نظام کا وجود میں آنا جو کہ بہت زیادہ Manipulated ہے اور بقول اسٹیفن ہاکنگ ایک گرینڈ ڈیزائن ہے، کیسے ممکن ہے؟ یہاں probable اور possible کو خلط ملط کر دیا گیا ہے۔

Because there is a law like Gravity, The universe can and will create itself from nothing.[22]

مزید یہ کہ قانون تجارت دراصل دواشیاء کے درمیان کشش کی قوت کا ریاضیاتی بیانیہ ہے۔ ابتدائے کائنات سے قبل اگر اجسام یاذرات کا وجود ہی نہیں تو پھر یہ کشش کا قانون وہاں کیا کر رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہاکنگ کی عقل نے مادی کائنات کو ہی حقیقت مان کر یہ ضرور پالیا کہ آغاز کائنات سے قبل "گریوٹی" کی طرح کا کوئی قانون موجود تھا لیکن وہ اپنی نارسا عقل کی بنیاد پر حقیقت کائنات کو نہ جان سکا، حالانکہ بہت سے حقائق محض وحی کی وجہ سے ہی انسان جان سکتا ہے۔ ضرور وہ قانون تھا اور وہ قانون امر اللہ تھا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ-تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

سن لو! پیدا کرنا اور تمام کاموں میں تصرف کرنا اسی کے لائق ہے۔ اللہ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے

مراد یہ کہ: یہ عظیم مخلوقات اللہ کی عظمت پہ دلیل ہیں اور کثیر مخلوقات اس کی قدرت پر دلیل ہیں۔ اور کے مختلف رنگ و اجناس اسکی خبیر ہونے کا پتہ دیتی ہیں۔ اور ان سے حاصل ہونے والے فوائد اور ان کا آپس میں باہم ایک دوسرکے کے لیے باعث نفع ہونا یہ سب اللہ کی حکمت، تدبیر، اس کے علم وقدرت اور اس کے وجود کا سب سے بڑا ثبوت ہیں۔

تخلیق کے وقت اگر ایک "قوت" موجود تھی تو اس قوت کو بالصراحت کشش ثقل کا نام دینا بھی ایک مفروضہ ہے۔ وسیع و عریض کائنات کو وجود میں لانے کے عمل میں بے پناہ قوت کی ضرورت ہے اور اس قوت کو سائنس دان جس نام سے بھی موسوم کریں لیکن اسلامی رو سے یہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿اِذَا اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾

اللہ عزوجل نے کائنات کو وجود بخشنے کے ساتھ ساتھ اس کو برقرار رکھنے اور بقا(Sustenance)کے لئے مختلف قوانین کا اجراء فرمایا۔ تخلیقی عمل کے ماتحت الاسباب کے ساتھ مافوق الاسباب سے بھی شروع ہو سکتا ہے۔ مزید یہ کہ اللہ عزوجل اس بات پر قادر ہے کہ وہ تخلیق سے قبل ہی مخلوق کے معاملات کے سلسلہ میں قوانین جاری کر دے۔ اللہ تعالیٰ یا خدا کے تصور کو مد نظر رکھتے ہوئے تخلیق کو سمجھنا مشکل نہیں۔ لیکن خالص مادی فکر اور تجربیت کو معیاری مانتے ہوئے کائنات کی ابتداء اور قیام جاری وساری رہے کی تشریح نہیں کی جاسکتی۔

کائنات کا نظام عام فہم ہے جب کہ سائنسی طور پر کائنات کی ابتداء کے بارے میں بیانات خاصے پیچیدہ ہیں۔ قرآن کریم ایک اوسط ذھنی استعداد کے حامل فرد کو تخلیق کائنات اور مقصد تخلیق کائنات بارے پیغام پہنچانے میں کامیاب ہے۔ کائنات اگر اتفاق اور حادثہ کی صورت میں وجود میں آئی ہے تو پھر اس میں رنگارنگی، ہم آہنگی، تنظیم، ترکیب وغیرہ ہو سکتے؟ کیا محض اتفاق و امکان کی بناء پر اسی کائنات کے باقاعدہ اور Consistent ہونے کی تشریح کی جاسکتی ہے؟ قطعاً نہیں۔ مزید یہ کہ نیچر کیا ہے؟ نیچر کو "علم" کہاں سے حاصل ہوا؟ نیچر کا "رویہ" کس نے پروان چڑھایا؟ کائناتی قوتوں کا مبدا کیا ہے؟ وغیرہ۔ غیر یقینی اور غیر مصدقہ نظریہ کسی صورت کائناتی حقائق کی تشریح کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ کائناتی مظاہر کی تشریح کے سلسلہ میں سٹیفن ہاکنگ کا کہنا ہے کہ:

Still, one grasped, the patterns made it clear, the eclips were not dependent on the arbitrary whims of supernatural being, but rather governed by the laws. [23]

ہاکنگ سورج گرہن کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ اس جیسے کائناتی مظاہر مافوق الفطرت ہستی کی خواہشات کی وجہ سے نہیں بلکہ قوانین کے عمل درآمد کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ دراصل طبیعات کے قوانین جس عمل کی وضاحت کریں وہ سپر نیچرل وقوعہ نہیں کہلاتا۔ فوق

الفطرت ہستی اور قوانین کا تقابل کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ایسا ممکن ہے کہ قوانین فطرت اسی فوق الفطرت ہستی کے ہی بنائے گئے ہوں۔ آخر قانون کا بنانے والا بھی تو کوئی ہوتا ہے اور قانون کی عمل داری اور اس کو نافذ کرنے والی "قانون کی غیر "ایجنسی دیکھ بھی رہی ہوتی ہے۔ وہ "قانون کی غیر" ایجنسی اصل میں کائنات کو ترتیب دینے والی ہے اور وہ ذات باری تعالیٰ ہے۔ اسی تسلسل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ ا فی اللہ شک فاطر السموات والارض ﴾[24]

کیا تم اللہ کے معاملے میں شک میں ہو؟ جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے!

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ سابقہ قوموں کے رسولوں نے انہیں جواب دیتے ہوئے فرمایا"کیا تم اس اللہ تعالیٰ کی توحید کے بارے میں شک کر رہے ہو جو زمین و آسمان کا خالق ہے؟ یہ شک کیسے کیا جا سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی عقلی اور نقلی دلیلیں تو انتہائی ظاہر ہیں۔

ہاکنگ اساطیری قصے کہانیوں کی بنیاد پر انبیائے کرام کے تسلسل کے ساتھ مبعوث ہونے کو نظر انداز کر رہا ہے۔ اس کے مطابق

Ignorance of nature, may led people in ancient times to invent gods to lord it over every aspect of human life. There were gods.

اساطیری کہانیوں کو مذہبی روایت پر قیاس کر کے مشرک معاشروں کی مثالوں کے ذریعے خدا کے تصور پر تنقید کی گئی ہے۔ حالانکہ یہ سائنس کے دائرہ کار سے باہر ہے۔ خدا کا تصور بدیہی ہے اور اسکی کائناتی امور میں مداخلت اور دسترس کے ثبوتوں کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ ملحدین خدا کے تصور کو بدعی قرار دینے کا دعوی تو کرتے ہیں مگر اس دعوی کی ان کے پاس کوئی تجرباتی دلیل نہیں ہے۔ مختلف تہذیبون میں خدا کا تصور جزو لاینفک کی صورت معلوم ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں Justin L.Barrett نے اپنی کتاب Born Believers میں تفصیلی بحث کی ہے کہ ایک انسان کی ذندگی کا آغاز ایک Believer کی صورت ہوتا ہے۔

ہاکنگ کے مطابق اس وقت اکثر سائنسدانوں کا یہ کہنا ہے کہ فطری قانون دراصل ایک قاعدہ ہے جو کہ قابل مشاہدہ باقاعدگی پر مبنی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ

Today most scientists would say a law of nature is a rule that is based upon an observed regularity and provides predictions that go beyond the immediate situations upon which it is based. [25]

یعنی کہ قانون فطرت میں یہ صلاحیت ہونی چاہیے کہ وہ مستقبل کے بارے میں پیشگوئی کر سکے۔ اپنے اردگرد پائی جانے والے عمومی رویّے ضروری نہیں کہ قانون فطرت کی بنیاد ہوں۔ اکثر قوانین فطرت دراصل کسی بڑے قوانین فطرت کے مجموعے سے تعلق رکھتے ہیں۔

ہاکنگ کے مطابق قوانین فطرت سے متعلق تین سوال اٹھتے ہیں۔

1. What is the origin of laws?
2. Are there any exceptions to the laws? i.e.; miracles?
3. Is there only one set of possible laws? [26]

کیپلر، ڈیکارٹ اور نیوٹن کے نزدیک پہلے سوال یہ کا جواب یہ ہے کہ یہ خدا کا کام ہے۔27 لیکن ہاکنگ یہاں اپنی تعریف کرنے جارہا ہے:

There is no more than a definition of god as the embodiment of the laws of nature. [28]

بجائے اس کے کہ ہاکنگ عملی بنیادوں پر انکار خدا کے دلائل دیتا، فوراً پلٹا کھا کر کہتا ہے کہ اگر یہ یہ بات درست ہے کہ 'خدا' ہے، تو پھر دوسرے سوال کا جواب دینے سے ہی پہلے سوال کا جواب درست تصور ہو گا۔ کسی مشین کی جزئیات کے بارے میں جان لینے سے مشین کے صانع کی استعداد یا اولیت زائل نہیں ہو جاتی۔ کیا مشین کے جملہ وظائف اور ان کے پیچھے کار فرما سافٹ ویئر کی ڈی کوڈنگ کر کے اس کا ورکنگ اصول جان لینے سے مشین بنانے والوں کی عظمت راسخ ہونی چاہیے یا پھر مشین کا وجود اور اس کے چلنے میں کار فرما اصول کی تفہیم سے پروگرامر کے وجود ہی کی نفی لازم آتی ہے!

تخلیق کائنات کے ضمن میں چند سائنسدان مفروضاتی طور پر مذہب اور سائنس کو ایک دوسرے سے متصادم تصور کرتے ہیں۔ ایسا اس لیے بھی ہو سکتا ہے کہ اس سائنسدان کا مذہبی بیک گراؤنڈ ایسا ہو کہ اس کی مذہبی روایات، سائنسی انکشافات کی عین ضد ہوں۔ لیکن مذہب اور خدا کا بالکل انکار ایک بڑی جرأت کا کام ہے۔ یہاں ہاکنگ کبھی مطلقاً خدا کا انکار کرتا ہے اور کہیں پر قوانین فطرت کو ہی خدا کی تجسیم قرار دیتا ہے۔ لہٰذا کائنات میں پائی جانے والی باقاعدگیاں دراصل اس کے ایک خالق ہونے کی دلیل ہے۔ اگر یہ کائنات بے قاعدہ ہوتی تو محالاً فرض کیا جا سکتا تھا کہ اس کا ایک خدا نہیں۔ بغیر خدا کے کائنات کی ابتدا و ارتقاء محال ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ﴾ [29]

اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ضرور آسمان و زمین تباہ ہو جاتے تو لوگوں کی بنائی ہوئی باتوں سے اللہ پاک ہے جو عرش کا مالک ہے۔

دوسرے سوال کے جواب میں ہاکنگ افلاطون اور ارسطو کا حوالہ دے کر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ قوانین میں کسی صورت exception نہیں ہو سکتی۔ ہاکنگ کے مطابق مذہبی متون میں خدا کو پکارنے سے خدا کا قوانین میں تصرف کے بیانات موجود ہیں۔ نیوٹن بھی معجزات کو کسی حد تک تسلیم کرتا تھا۔ لیکن اس کا شاگرد Laplace سائنسی نظریہ جبریت کا موید تھا۔ ہاکنگ کے مطابق دوسرے سوال کا جواب سائنسی جبریت ہے کہ قوانین طبیعات اٹل ہیں اور ان میں کوئی استثناء ممکن نہیں ہے۔ اس کے مطابق

Given that state of the universe at one time, a complete set of laws fully determines both the future and the past. This would exclude the possibility of miracles or an active role for God.[30]

This book is rooted in the concept of scientific determinism, which implies that the answer to question two is that there are no miracles on exceptions to the law of nature. [31]

The universe is comprehensible because it is governed by scientific laws, that is to say, its behavior can be modeled. [32]

….creation myths this like these all attempt to answer the questions we address in this book: why is there a universe, and why is the universe the way it is?[33]

ہاکنگ کے مطابق لیپ لاس کا نظریہ سائنسی جبریت دراصل دوسرے سوال کا جواب ہے۔ ہاکنگ یہاں معجزات کا منکر ہے اور ان معجزات کا انکار قابل مشاہدہ سائنسی قوانین ہیں۔ مذہبی متوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص موقع پر اپنی قدرت کا اظہار اس طرح سے کیا ہے

کہ رواج پذیر فطری قوانین کے تسلسل کو ایک لمحے کیلئے معطل کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام کی معجزاتی تخلیق، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش، موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کا رک جانا وغیرہ۔ مسلم گھرانے سے تعلق رکھنے والا سائنسی سوچ کا حامل فرد ہاکنگ کے ان دلائل کو دیکھ کر ممکن ہے کہ تذبذب کا شکار ہو۔ لیکن ہاکنگ تسلیم کرتا ہے کہ ایسا ممکن ہے کہ چند قوانین ایک بڑے مجموعہ قوانین سے تعلق رکھتے ہوں اور استثنائی صورتحال بھی کسی قانون کے تحت آتی ہو۔

ہاکنگ کہتا ہے کہ ایک سائنسی قانون اس صورت میں سائنسی قانون نہیں ہو سکتا جب تک اس میں کسی مافوق الفطرت ہستی کی مداخلت کی صورت میں استثنا آجائے۔ یعنی قوانین فطرت فکسڈ قرار دے کر کائنات کے میکانکی ماڈل کی ترویج کی جا رہی ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو اصول و قوانین کے تابع کر رکھا ہے۔ اگر قوانین کی عملداری نہ ہوتی تو سائنسی ایجادات ممکن نہ ہوتیں۔ استقراء کا سارے کا سارا عمل دراصل قوانین فطرت میں تسلسل کا رہین منت ہے۔ لیکن قوانین فطرت میں تسلسل اس بات کی نفی نہیں کر سکتا کہ ان معلوم قوانین سے ہٹ کر کوئی بالا قوانین بھی ہیں۔ قانون اپنی اصل میں کچھ بھی نہیں۔ یہ دراصل کائنات میں پائے جانے والے ربط، تسلسل اور حقائق کے تشریحی بیانات ہوتے ہیں۔ اگر حقیقت ہی بدل جائے تو مطابقتاً قوانین بھی بدل جائیں گے۔

ملٹی ورس کے مفروضہ ہی کو درست مان لیں تو متعدد قوانین فطرت کو تسلیم کرنے میں کوئی امر مانع نہیں۔ ایسا ممکن ہے کہ اس دنیا میں کسی دوسری دنیا کے قوانین کا عمل دخل کا مشاہدہ کیا جا سکے۔ مثلاً ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کا ٹھنڈا ہو جانا ممکن ہے کہ دوسرے قوانین فطرت (جو کہ اللہ تعالیٰ کے امر کے پابند ہیں) فوراً عمل میں لائے گئے ہوں اور وہ جگہ جہاں پر آگ جل رہی تھی، اس کائنات کے قوانین معطل کر دیے گئے ہوں اور متبادل قوانین جس میں آگ ٹھنڈی ہو سکتی ہے نافذ کر دیئے گئے ہوں تو قوانین کی عملداری بھی ثابت ہوتی ہے اور بظاہر ایک قانون فطرت میں تعطل بھی۔ قوانین فطرت بذاتہ اپنا مستقبل بنانے میں قدرت نہیں رکھتے بلکہ ایک طرح کے Regulations کی نوعیت کے حامل ہیں۔

سائنسی جبریت کو حقیقت تسلیم کرنے سے آزاد ارادہ کی نفی ہوتی ہے۔ طبیعی کائنات میں آزاد ارادہ کی بحث سمجھ سے بالاتر ہے۔ ماڈی کائنات قوانین و ضوابط کی پابند ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے نافذ کر دیئے ہیں۔ مخالف چارجز ایک دوسرے کو attract کرتے آئے ہیں اور مستقبل میں بھی ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ زمین کی سطح پر اشیاء مرکز کی جانب کھنچتی چلی جاتی ہیں اور ایسا مستقبل میں بھی متوقع ہے۔ اس لحاظ سے تو یہ درست ہے کہ الٰہی قوانین کے جبر تلے سارے آسمانوں اور زمینوں کی جملہ مخلوقات ایک طرح سے Surrender کیے ہوئے ہیں۔ مزید یہ کہ انسان بھی تو ایٹم سے مل کر بنے ہیں۔ اس کے جسم کا ہر ہر ایٹم، مالیکول تکوینی قوانین کے تابع ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تشریحی قوانین کی نفاذ کے سلسلہ میں انسان کو کسی حد تک آزادی دی گئی ہے۔ قیامت کے روز انسان سے اس کے دنیاوی اعمال کے بابت بازپرس بھی اس لیے ہوگی کہ اگر وہ محض جبر والی زندگی گزارنے پر مجبور ہو تو پھر اس سے سوال کیسا؟ انسان کو جتنی آزادی دی گئی ہے اتنا ہی اس سے سوال کیا جائے گا۔ آزاد ارادہ کا تعلق انسانی روح سے ہے اور اس کا مطالعہ سائنسی دنیا سے تعلق نہیں رکھتا۔ ہاکنگ نظریہ جبریت کے ذریعے معجزوں کا انکار کرتا ہے۔

حاصلات مطالعہ:

سٹیفن ہاکنگ ڈیزائن کا موید لیکن ڈیزائنر کا انکاری ہے۔ مخلوق کا معترف پر خالق کا منکر ہے۔ وہ قوانین فطرت کو خدا کی صفات سے متصف کرتا ہے اور خدا کے ذہن کو جاننے سے مراد کائنات میں نافذ العمل قوانین فطرت کی کنہ جاننا مراد لیتا ہے۔ حال آنکہ قوانین فطرت بذاتہ اپنا مستقبل بنانے میں قدرت نہیں رکھتے بلکہ ایک طرح کے Regulations کی نوعیت کے حامل ہیں۔ ہاکنگ کا متعدد کائناتوں کا 'فطری' طور پر ظہور پذیر ہونے کا دعوی بھی بلادلیل ہے۔ ہاکنگ کے نزدیک طبیعی / فطری قوانین کا تعلق طبیعی کائنات اور زمان و مکاں سے ہے۔ اب جب عدم کی حالت بھی غیر طبیعی ہے تو غیر طبیعی سے طبیعی دنیا کا ظہور کسی خارج کی ہستی کا رہین منت ہے۔ جبکہ ہاکنگ یہاں غیر طبیعی ہستی کا انکار کر رہا ہے۔ کائنات کی تخلیق سے قبل طبیعی قوانین کا وجود ہی نہیں تھا۔ لہٰذا طبیعی قوانین کائنات کے وجود کے موجب نہیں ہوسکتے۔ ہاکنگ کائنات کے وجود آنے کے عمل میں کشش ثقل کو مرکزی کردار دے رہے ہیں جب کہ طبیعی کائنات کے وجود سے قبل طبیعی نوعیت کی حامل کشش ثقل (گریوٹی) کا تصور ہی لایعنی ہے۔

(cc) BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 international license.

حواشی و حوالہ جات

[1] Hawking, S. & Mlodinow, L. (2010). The Grand Design. New York: Bantam Books

[2] زیر نظر مقالہ میں مصنفین کے بجائے ہاکنگ کا نام ہی استعمال کیا جایے گا۔

[3] Big Bang Creation: God or the laws of nature. Retrieved from :https://geraladschroeder.com 20/10/202

[4] . Hawking, S. & Mlodinow, L. (2010). The Grand Design. New York: Bantam Books.p.7

[5] ہاکنگ انبیاء کرام کی سعی جمیلہ کی طرف اشارہ تک نہیں کرتا۔

[6] یعنی ہمارے ارتقاء میں یہ روحانی صفت کب شامل ہوئی؟

[7] ۔مسندالحمیدی ، ابوبکر عبداللہ بن الزبیربن عیسی بن عبیداللہ القرشی الاسدی الحمیدی، ناشر دارالسقا، دمشق ، سوریا، ج ۱، ص ۲۲۱، رقم الحدیث : ۱۲۶

[8] ۔ جن کے بارے میں ہماری سوچ یہ ہے کہ وہ انسانی داخلی کیفیات سے مربوط ہیں اور انسان ارادوں اور خواہشات کے بارے میں گمان کرنے میں آزاد ہے۔

[9] یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ انسانوں اور جنوں کے مشاہدے میں یکسانیت ہو گی یا کہ مختلف ہوں گے؟

[10]

[11]

[12] ۔ سورۃ الحدید :3

[13] ۔ ایلن گوتھ اور ایلکس سٹاربولنسکی نے انفلیشن یونیورس کا مفروضہ اسی وجود کی حالت میں کائنات کے یک دم پھیلاؤ کی تشریح میں بیان کیا تھا۔

[14] . Hawking, S. & Mlodinow, L. (2010). The Grand Design P.4

[15] M تھیوری کی فی الوقت کوئی سائنسی تصدیق نہیں ہو سکی۔ مزید یہ کہ اس تھیوری کی بنیادیں مبہم ہیں۔

[16] Koperski, J.(2016)The Physics of Theism.(ed.)UK: John Wiley. p.156.

[17] ۔ سورۃ الحشر آیت: ۲۴

[18] ۔ سورۃ الاعراف : ۵۴

[19]. Hawking, S. & Mlodinow, L. (2010). The Grand Design p-226,227

[20] ۔سورۃ انبیاء: ۱۰

[21] تفہیم القرآن

[22] . Hawking, S. & Mlodinow, L. (2010). The Grand Design p.180

[23] . Hawking, S. & Mlodinow, L. (2010). The Grand Design P-7

[24] ۔ سورۃ ابراهیم : ۱۰

[25] Hawking, S. & Mlodinow, L. (2010). The Grand Design P.17

[26] Hawking, S. & Mlodinow, L. (2010). The Grand Design P.18

[27] ۔یقیناً کائنات کے قوانین ایک قانون ساز ہستی کی جانب سے جاری کیے گئے ہیں۔

[28] . Ibid

[29] ۔ سورۃ انبیاء: ۲۲

[30] Hawking, S. & Mlodinow, L. (2010). The Grand Design P.19

[31] Hawking, S. & Mlodinow, L. (2010). The Grand Design p.22

[32] Hawking, S. & Mlodinow, L. (2010). The Grand Design p.59

[33] Hawking, S. & Mlodinow, L. (2010). The Grand Design P.84